بسلسلۂ غامدیت

محمد رفیق چودھری

عربی دانی کا ایک اور نادر نمونہ

غُثَاءً اَحْوٰی کے معنی؟

دورِ حاضر کے تجدد پسند گروہ (Miderbusts) نے مغرب سے مرعوب و متاثر ہوکر دین اسلام کا جدید ایڈیشن تیار کرنے کے لئے قرآن و حدیث کے الفاظ کے معانی اور دینی اصطلاحات کے مفاہیم بدلنے کی ناپاک جسارت کی ہے۔

ہمارے ہاں اس فتنے کی ابتدا سرسید احمد خان نے کی۔ پھر اُن کی پیروی میں دو فکری سلسلوں نے اس فتنے کو پروان چڑھایا۔ ان میں سے ایک سلسلہ عبداللہ چکڑالوی اور مولانا اسلم جیراج پوری سے ہوتا ہوا جناب غلام احمد پرویز تک پہنچتا ہے۔ دوسرا سلسلہ مولانا حمید الدین فراہی اور مولانا امین احسن اصلاحی سے گزرتا ہوا جناب جاوید احمد غامدی تک پھیلتا ہے۔ گویا یہ دونوں فکری سلسلے 'دبستانِ سرسید' کی شاخیں اور برگ و بار ہیں اور 'نیچریت' کے نمائندہ ہیں۔ اگرچہ پرویز صاحب اور غامدی صاحب کا طریقِ واردات الگ الگ ہے، تاہم نتیجے کے اعتبار سے دونوں یکساں ہیں۔ دونوں تجدد، انکارِ حدیث، الحاد اور گمراہی کے علم بردار ہیں۔ دونوں اجماعِ اُمت کے مخالف اور معجزات کے منکر ہیں۔ دونوں لغتِ عرب کا سہارا لے کر دین اسلام کا تیاپانچا کرنے کے درپے ہیں۔ دونوں فاسد تاویلوں کے ذریعے اسلامی شریعت میں تحریف وتبدل اور ترمیم وتنسیخ کا ارتکاب کرتے ہیں۔

آج کی نشست میں ہم غامدی صاحب اور اُن کے 'امام' امین احسن اصلاحی صاحب دونوں کے ایک غلط ترجمے کی نشاندہی کریں گے جو اُنھوں نے قرآن مجید کی سورۂ اعلیٰ کے درج ذیل مقام پر کیا ہے:

﴿وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعٰى، فَجَعَلَهُ غُثَآءً أَحْوٰى﴾ (الاعلیٰ:۴،۵)

www.KitaboSunnat.com

اپنی اُلٹی تفسیر 'البیان' (جو آخری سورتوں سے پہلی سورتوں کی طرف آتی ہے اور نامکمل ہے) میں غامدی صاحب نے اس کا یہ ترجمہ کیا ہے:

''اور جس نے سبزہ نکالا، پھر اُسے گھنا سرسبز و شاداب بنا دیا۔'' (البیان: صفحہ ۱۶۵)

اس کے علاوہ غامدی صاحب کے 'امام' امین احسن اصلاحی بھی اس مقام کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

''اور جس نے نباتات اُگائیں، پھر اُن کو گھنی سرسبز و شاداب بنایا۔'' (تدبر قرآن: ۹/۳۱۱)

پھر اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"غثاء أحوى کا ترجمہ عام طور پر لوگوں نے کالا کوڑا یا سیاہ خس و خاشاک کیا ہے، لیکن عربی میں لفظ غثاء تو بے شک جھاگ اور خس و خاشاک کے معنی میں بھی آتا ہے لیکن أحوى ہرگز اس سیاہی کے لئے نہیں آتا جو کسی شے میں اس کی کہنگی، بوسیدگی اور پامالی کے سبب سے پیدا ہوتی ہے، بلکہ یہ اُس سیاہی مائل سرخی یا سبزی کے لئے آتا ہے جو کسی شے پر اُس کی تازگی، شادابی، زرخیزی اور جوشِ نمو کے سبب سے نمایاں ہوتی ہے۔''

''لفظ غثاء اگرچہ مکھن کے جھاگ اور سیلاب کے خس و خاشاک کے لئے بھی آتا ہے لیکن اس سبزہ کے لئے بھی اس کا استعمال معروف ہے جو زمین کی زرخیزی کے سبب سے اچھی طرح گھنا اور سیاہی مائل ہو گیا ہو۔'' (تدبر قرآن: جلد ۹/صفحہ ۳۱۵)

اس طرح سورۃ الاعلیٰ کی مذکورہ آیت ۵ ﴿فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَىٰ﴾ کے یہ دونوں ترجمے

''پھر اُسے گھنا و سبز و شاداب بنا دیا۔'' (غامدی صاحب کا ترجمہ)

''پھر اُن کو گھنی سرسبز و شاداب بنا دیا۔'' (اصلاحی صاحب کا ترجمہ)

ہمارے نزدیک بالکل غلط ہیں اور اس ترجمے اور مفہوم پر ہمارے اعتراضات یہ ہیں:

① یہ ترجمہ و مفہوم عربیت کے خلاف ہے۔ عربی زبان میں غُثاء کا لفظ 'گھنے سبزے' کے معنوں میں نہیں آتا۔

② یہ ترجمہ خود قرآن مجید کے نظائر کے خلاف ہے۔

③ یہ ترجمہ احادیث کے شواہد کے بھی خلاف ہے۔

④ یہ ترجمہ صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے اقوال کے بھی خلاف ہے۔

www.KitaboSunnat.com

⑤ یہ ترجمہ اجماعِ امت کے بھی خلاف ہے کیونکہ کسی مفسر نے آج تک غُثاءً کے معنی 'گھنے سبزے' کے نہیں کئے۔

ہمارے نزدیک اس مقام کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ

''اور جس نے سبز چارہ نکالا اور پھر اُسے سیاہ کوڑا کرکٹ بنا دیا۔''

اب ہم اپنے موقف کی تائید میں تفصیلی دلائل پیش کریں گے:

① عربی لغت کے دلائل

مشہور عربی لغت لسان العرب میں اہل لغت کی یہ تصریحات موجود ہیں کہ "غثاء أحوی" کے معنی سیاہ خشک گھاس یا خس و خاشاک کے ہیں۔

❶ "الفراء في قوله تعالىٰ:﴿وَالَّذِيْ أَخْرَجَ الْمَرْعٰى ○ فَجَعَلَهُ غُثَآءً أَحْوٰى﴾ قال: إذا صار النبت يبيسًا فهو غثآء، والأحوى: الذي قد اسود من القدم والعتق، وقد يكون معناه أيضًا أخرج المرعى أحوى أي أخضر فجعله غثآء بعد خضرته فيكون مؤخرا معناه التقديم. والأحوى: الأسود من الخُضرة كما قال: ﴿مُدْهَآمَّتَان﴾" (لسان العرب: ج۱۴/ص۲۰۷)

''فراء نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کہ ﴿وَالَّذِیْ أَخْرَجَ الْمَرْعٰی○ فَجَعَلَهُ غُثَآءً أَحْوٰی﴾ کے بارے میں کہا ہے کہ جب نباتات سُوکھ کر خشک ہوجائے تو اسے غثآء کہتے ہیں اور أحوی اس چیز کو کہتے ہیں جو بوسیدگی اور قدامت کی وجہ سے سیاہ ہوجائے۔ اس کے معنی یہ بھی بیان کئے گئے ہیں کہ أخرج المرعی کہ اسے سبز اُگایا اور پھر خشک کردیا اور اس طرح دونوں جملوں میں تاخیر و تقدیم ہوگئی ہے اور أحوی کے معنی زیادہ سرسبز و شاداب ہونے کی وجہ سے سیاہ ہونے کے بھی ہیں جیسے (قرآن میں) مُدْهَآمَّتَانِ ''دو سرسبز سیاہی مائل باغ'' آیا ہے۔''

❷ "وقال الزجاج في قوله تعالىٰ: ﴿وَالَّذِيْ أَخْرَجَ الْمَرْعٰى ○ فَجَعَلَهُ غُثَآءً أَحْوٰى﴾ قال: غثآء جفَّفه حتى صيّره هشيما جافا كالغثآء الذي تراه فوق السيل، وقيل معناه أخرج المرعى الأحوى أى أخضر فجعله غثآء

بعد ذلك أي يابسا" (لسان العرب از ابن منظور: جلد ۱۵ ص ۱۱۶)

''الزجاج نے اللہ کے اس ارشاد ﴿وَالَّذِيْ أَخْرَجَ الْمَرْعٰى ○ فَجَعَلَهُ غُثَآءً أَحْوٰى﴾ کے بارے میں کہا ہے کہ غثآء بنا دینے سے مراد یہ ہے کہ اس سبزے اور نباتات کو خشک اور چورا بنا دیا جیسے سیلاب کے اوپر خس وخاشاک نظر آتے ہیں۔''

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے معنی ہیں أخرج المرعى الأحوى یعنی سبز نباتات کو اُگایا اور پھر اس کے بعد اسے غثآء یعنی خشک کر دیا۔

❸ ابن قتیبہ نے 'تفسیر غریب القرآن' میں لکھا ہے کہ

"فجعله غثآء أى يبسا" (پھر اسے غثآء بنا دیا یعنی خشک بنا دیا) أحوى "أسود من قدمه و احتراقه" (جو بوسیدگی یا جل کر راکھ ہونے کی وجہ سے سیاہ ہو چکا ہو۔''

(تفسیر غریب القرآن: ص ۵۲۴، طبع بیروت)

❹ مشہور لغوی مفسر علامہ زمخشری نے غُثَآءً کے بارے میں یہ تحقیق کی ہے:

"وهو الحميل السيل مما بلى وأسود من العيدان والورق"

(الكشاف للزمخشرى، جلد ۳ ص ۳۲، طبع بیروت)

''﴿غُثَآءً﴾ سے مراد سیلاب کے خشک اور سیاہ خس وخاشاک ہیں جو اصل میں بوسیدہ لکڑیوں کے ٹکڑے اور درختوں اور پودوں کے سُوکھے ہوئے پتے ہوتے ہیں۔''

❺ امام راغب اصفہانی 'المفردات فی غریب القرآن' میں لکھتے ہیں:

قوله عزوجل: فجعله غثآء أحوى أي شديد السواد. (مادہ 'حوا' کے تحت)
وقيل تقديره: والذي أخرج المرعى أحوى فجعله غثآء، والحوة: شدة الخضرة (ص:۱۷۲)

''اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ﴿فَجَعَلَهُ غُثَآءً أَحْوٰى﴾ سے مراد گہری سیاہی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ترتیب کلام یوں ہے کہ وہ جس نے سبز چارہ نکالا پھر اسے سیاہ کر دیا۔ ویسے حوة گہرے سبز رنگ کو بھی کہتے ہیں۔''

پھر مادّہ غثا کے تحت تحریر کیا ہے کہ

الغثاء: غثاء السيل والقدر، ويضرب به المثل فيما يضيع ويذهب غير

www.KitaboSunnat.com

معتد به (ص۶۰۲، طبع دارالقلم، دمشق ۱۴۱۶ھ)

"غثاء" سے مراد سیلاب کا خس و خاشاک ہے۔ یہ مثال اُس چیز کے بارے میں دی جاتی ہے جو ضائع ہو کر ختم ہو جائے۔"

② عربی تفاسیر کے حوالے سے

❶ تفسیر طبری میں علامہ ابن جریر طبری نے **فَجَعَلَهُ غُثَآءً أَحْوٰى** کے تحت لکھا ہے کہ

(**فجعله غثاء**) فجعل المرعى غثاء، وهو ما جف من النبت ويبس، فطارت به الريح (**الأحوى**) متغيرا إلى الحوة، وهو السواد بعد البياض، أو الخضرة (تفسیر طبری، سورۃ الاعلیٰ)

"پھر چارے کو غثاء بنا دیا اور غثاء کہتے ہیں اُس نباتات کو جو خشک ہو جائے اور جسے ہوا اُڑائے پھرتی ہو۔ الأحوى بنا دیا یعنی حوة میں تبدیل کر دیا اور حوة کہتے ہیں اُس سیاہی کو جو سفیدی یا سبزی کے بعد ہو جائے۔"

❷ تفسیر الکشاف: میں غثاء کا مفہوم بیان کرتے ہوئے امام زمخشریؒ لکھتے ہیں کہ

"أحوى صفة لغثاء: أي (أخرج المرعى) أنبته (فجعله) بعد خضرته ورفيفه (غثاء أحوى) درينا أسود، ويجوز أن يكون حالا من المرعى، أي أخرجه أحوى أسود من شدة الخضرة والري فجعله غثاء بعد حوته"

(الکشاف: جلد۴ رص۲۴۳، طبع مصر)

"أحوى یہاں غثاء کی صفت کے طور پر آیا ہے۔ گویا أخرج المرعى سے مراد ہے کہ نباتات اُگائی اور فجعله غثاء أحوى یعنی اس کو تر و تازہ سبزہ بنانے کے بعد سیاہ خشک کر دیا۔ اور یہ معنی بھی جائز ہیں کہ أحوى حال ہو المرعى کا۔ اس صورت میں مفہوم یہ ہے کہ سبزہ اُگایا جو تر و تازگی اور شادابی کی وجہ سے سیاہی مائل تھا اور اس کے بعد اسے خشک سیاہ بنا دیا۔"

❸ مشہور مفسر قرطبی نے غثآء کی لغوی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

الغثاء: الشيء اليابس یعنی "غثآء سے خشک چیز مراد ہے۔"

پھر اس کی مزید تشریح کی ہے کہ

www.KitaboSunnat.com

”الغثاء ما يقذف به السيل على جوانب الوادي من الحشيش والنبات والقماش و يقال للبقل والحشيش إذا تحطم ويبس: غثاء وهشيم

”غثاء سے مراد وہ گھاس پھوس اور کوڑا کرکٹ ہے جسے سیلاب وادیوں کے کناروں پر پھینک دیتا ہے۔ جب سبزہ اور گھاس ریزہ ریزہ اور خشک ہوجائیں تو اُسے غثاء یا هشيم کہا جاتا ہے۔“

پھر اسی تفسیر میں غثآء أحوى کے بارے میں مشہور ماہرین لغت ابوعبیدہؒ اور عبدالرحمٰن بن زیدؒ کے یہ اقوال بھی ہیں:

”وقال أبو عبيدة : فجعله أسود من احتراقه وقدمه ، والرطب إذا يبس أسود ، وقال عبد الرحمن بن زيد: أخرج المرعى أخضر ، ثم لما يبس أسود من احتراقه ، فصار غثاء تذهب به الرياح والسيول“

”ابوعبیدہ نے اس غثاء أحوى کے بارے میں کہا ہے کہ اس کے معنی ہیں کہ اسے بوسیدہ ہونے یا جل کر راکھ ہونے کی وجہ سے سیاہ کوڑا کردیا، اور سبزہ جب خشک ہوجائے تو سیاہ ہوجاتا ہے۔ اور عبدالرحمٰن بن زید کا قول ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سبز نباتات اُگائی۔ پھر جب وہ خشک ہوئی اور سیاہ راکھ بن گئی تو وہ غثآء ہے، جسے ہوائیں اُڑاتی ہیں اور سیلاب بہالے جاتے ہیں۔“ (ملاحظہ ہو، تفسیر قرطبی: جلد ۱۰/ص ۱۷، ۱۸ طبع بیروت)

④ تفسیر البحر المحیط میں ابن حیان اندلسیؒ نے غثآء أحوى کے ضمن میں لکھا ہے:

”قال ابن عباس المعنى فجعله غثاء أحوى: أي أسود لأن الغثاء إذا قدم وأصابته الأمطار أسود وتعفن فصار أحوى“ (البحر المحيط : جلد ۸/ص ۴۵۸)

”ابن عباسؓ کا قول ہے کہ غثآء أحوى کے معنی ہیں کہ غثاء یعنی خشک نباتات سیاہ ہوگئی۔ کیونکہ خشک نباتات جب بوسیدہ ہوجاتی ہے تو بارش وغیرہ کے اثر سے گل سڑ کر سیاہ ہوجاتی ہے اور أحوى ہونے کے یہی معنی ہیں۔“

⑤ امام شوکانیؒ اپنی تفسیر فتح القدير میں فجعله غثاء أحوى کے تحت لکھتے ہیں:

”أي: فجعله بعد أن كان أخضر غثاء، أي: هشيما جافا كالغثاء يكون فوق السيل . (أحوى) أي: أسود بعد اخضراره، وذلك أن الكلأ إذا يبس

www.KitaboSunnat.com

أسود. قال قتادة: الغثاء الشيء اليابس. (فتح القدیر:ص۱۸۸۹)

''مطلب یہ ہے کہ اس سبزے کو غثاء بنا دیا اور غثاء اُس خس و خاشاک کو کہتے ہیں جو سیلاب کے اُوپر آجاتا ہے اور أحوی بنا دیا یعنی جو پہلے سبز تھا، اُسے سیاہ بنا دیا کیونکہ گھاس پھونس جب خشک ہو جائے تو سیاہ ہو جاتی ہے۔ (مشہور تابعی) قتادہؒ کہتے ہیں کہ غثاء خشک چیز کو کہتے ہیں۔''

❻ تفسیر قاسمی (محاسن التأویل) میں محمد جمال الدین قاسمی نے لکھا ہے کہ

"المرعی: أي أخرج من الأرض مرعی الأنعام من صنوف النبات "فجعله" أي بعد خضرته ونضرته "غثآء" أي جافا یابسا تطیر به الریح. "أحوی" أی أسود، صفة مؤکدة (لغثاء) لأن النبات إذا یبس تغیر إلی (الحوة) وهي السواد" (تفسیر قاسمی: جلد۱۰/ص۱۲۶، طبع بیروت)

''المرعی کے معنی ہیں کہ زمین سے مختلف قسم کی نباتات اُگائیں جو مویشیوں کے لئے گھاس چارہ ہے۔ فجعله غثآء یعنی اس نباتات کو سرسبزی و شادابی کے بعد اُسے ایسا خشک کر دیا جسے ہوا اُڑائے پھرتی ہے۔ اور أحوی کے معنی 'سیاہ' کے ہیں اور یہ غثآء کی صفت کے طور پر آیا ہے کیونکہ جب سبزہ خشک ہو جاتا ہے تو اس کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے۔''

❼ تفسیر ابن کثیر میں حضرت ابن عباسؓ سے غثآء أحوی کی یہ تفسیر بھی منقول ہے کہ

"فجعله غثآء أحوی" قال ابن عباس هشیما متغیرا (بحوالہ تفسیر ابن کثیر:۴/۵۰۰)

''یعنی اس سے مراد ہے سیاہ رنگ میں تبدیل شدہ کوڑا، چُورا۔''

لُغت و تفسیر کی ان تصریحات سے درج ذیل اُمور بالکل واضح ہیں:

① لفظ غثآء کے لغوی معنی یہ ہیں:

''خس و خاشاک، سُوکھی ہوئی گھاس پھونس، خشک نباتات، خشک چورا اور کوڑا کرکٹ وغیرہ۔''

② لفظ أحوی کے لغوی معنی دو ہیں:

(i) ایسی نباتات جو بوسیدہ اور پُرانی ہونے کی وجہ سے سیاہ ہو چکی ہو۔

(ii) ایسی نباتات جو تازگی و شادابی اور زرخیزی کی وجہ سے سیاہ مائل سبز ہو گئی ہو۔

③ پھر جن لوگوں نے لفظ أحوی کو غثآء کی صفت مانا ہے، اُنہوں نے اس کے پہلے

www.KitaboSunnat.com

معنی مراد لئے ہیں۔ یعنی کہنگی اور بوسیدگی کی وجہ سے سیاہ ہونے کا مفہوم اور ان کے نزدیک دونوں آیات کا مطلب یہ ہے کہ

''وہ جس نے نباتات اُگائی اور پھر اسے سیاہ خس وخاشاک بنا دیا۔''

④ جن لوگوں نے احوی کو المرعی کی صفتِ مؤخر قرار دیا ہے، اُنہوں نے أحوی کو مذکورہ دوسرے معنوں میں لیا ہے اور ان کی رائے میں دونوں آیات کا مفہوم یہ ہے:

''وہ جس نے سیاہی مائل سبز نباتات اُگائی اور پھر اسے خس وخاشاک بنا دیا۔''

گویا أحوی کے دو مختلف لُغوی معنوں کے باوصف جس مفہوم پر علماے لُغت اور مفسرین کرامؒ کا کامل اتفاق اور اجماع ہے، وہ یہ ہے کہ

''اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ وعجیبہ ہے کہ اس نے پہلے سبزہ پیدا کیا اور ہر طرح کی نباتات اُگائی اور پھر کچھ عرصے کے بعد اُسے خس وخاشاک اور خشک وسیاہ چورے میں تبدیل کر دیا۔''

سورۂ اعلیٰ کی ان دونوں آیات کی یہی تفسیر قرآنِ مجید کے دوسرے نصوص اور نظائر سے مطابقت رکھتی ہے۔ مثال کے طور پر قرآن کی درج ذیل آیات ملاحظہ ہوں:

③ قرآن مجید کے نظائر

❶ سورۂ زمر میں اِرشاد ہوا:

﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا، إِنَّ فِي ذَلِكَ لَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ﴾ (الزمر:۲۱)

''کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی آسمان سے پانی اُتارتا ہے۔ پھر اسے چشمے بنا کر زمین میں چلا دیتا ہے۔ پھر اس کے ذریعے سے مختلف رنگوں کی کھیتی اُگاتا ہے، پھر وہ خوب بڑھتی ہے۔ پھر تو اُسے زرد شدہ دیکھتا ہے، پھر وہ اسے ریزہ ریزہ کر دیتا ہے۔ بے شک اس میں عقل مندوں کے لئے بڑی نصیحت ہے۔''

❷ سورۂ حدید میں فرمایا گیا ہے:

﴿إِعْلَمُوٓا أَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّ زِينَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ

www.KitaboSunnat.com

فِي الأَمْوَالِ وَالأَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا﴾ (الحدید:۲۰)

''جان لو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا اور زیبائش اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر جتانا اور ایک دوسرے سے زیادہ مال اور اولاد چاہنا ہے، جیسے بارش کی حالت کہ اس کی روئیدگی سے کسان خوش ہوجائیں پھر وہ اُبھرے اور تم اُسے زرد دیکھو، پھر وہ ریزہ ریزہ ہوجائے۔''

❸ سورۂ کہف میں بیان ہوا:

﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ وَكَانَ اللهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا﴾ (الکہف:۴۵)

''اور ان سے دنیا کی زندگی کی مثال بیان کرو جیسے پانی کہ جسے ہم نے آسمان سے برسایا پھر زمین کی روئیدگی پانی کے ساتھ مل گئی۔ پھر وہ ریزہ ریزہ ہوگئی جسے ہوائیں اُڑاتی پھرتی ہیں۔ اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔''

آخری آیت میں ﴿وَكَانَ اللهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا﴾ (اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے) سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ سرسبز نباتات اُگانا اور پھر اُسے زرد خشک اور سیاہ خس و خاشاک کردینا اور اُسے چُورا بنا دینا اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے۔ اور یہی مضمون سورۂ اعلیٰ کی زیر بحث آیات میں بھی دہرایا گیا ہے اور یہ چیز قرآن مجید میں تصریفِ آیات کے اُسلوب کے بالکل مطابق ہے کہ ایک ہی مضمون بار بار کئی طرح بیان ہوتا ہے اور اس سے ایک اور مقصد بھی پورا ہوجاتا ہے کہ "القرآن يفسر بعضه بعضا" یعنی ''قرآن کا بعض حصہ اس کے بعض حصے کی تفسیر کرتا ہے۔'' گویا قرآن اپنی تفسیر آپ کردیتا ہے۔

④ حدیث سے دلیل

قیامت کے بارے میں ایک حدیث میں غثاء کا لفظ یوں آیا ہے:

"كما تنبت الحبة في غثاء السيل" (سنن دارمی:۱/۶۱، مسند احمد:۱۲۰۱۳)

''جیسے سیلاب کے خس و خاشاک میں دانہ اُگتا ہے۔''

www.KitaboSunnat.com

اس میں لفظ غثاء کی وضاحت ابن اثیرؒ نے اپنی کتاب النهاية میں یوں کی ہے کہ
الغُثَآء بالضم والمدّ: ما يجئ فوق السيل مما يحمله من الذبد والوسخ وغيره (النهاية في غريب الحديث والأثر: جلد۳/صفحہ۳۴۳)
''مطلب یہ ہے کہ غثاء اُس جھاگ اور کوڑا کرکٹ کو کہتے ہیں جو سیلاب کے پانی کے اُوپر آتا ہے۔''

خلاصہ کلام: یہ ہے کہ سورۂ اعلیٰ کی زیر بحث آیات کا وہی مفہوم صحیح اور معتبر ہے جس کی تائید لغت سے ہوتی ہے اور جس کی موافقت قرآنی نصوص اور نظائر سے بھی موجود ہے اور جو اُمت ِمسلمہ کے تمام جلیل القدر مفسرین کرام کی متفقہ تفسیر کے بالکل مطابق ہے۔ ذوقِ اختلاف، شوقِ اجتہاد!!

⑤ تضاد بیانی

خود تدبر قرآن میں غامدی صاحب کے 'امام' امین احسن اصلاحی نے جہاں قرآن میں دوسرے مقام پر 'غثاء' کا لفظ آیا ہے، اس کا ترجمہ خس و خاشاک ہی کیا ہے:
﴿فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً﴾ (المومنون:۴۱)
''تو اُن کو ایک سخت ڈانٹ نے شُدنی کے ساتھ آدبوچا۔ تو ہم نے اُن کو خس و خاشاک کردیا۔'' (تدبر قرآن: جلد۵/صفحہ۳۱۲)

اس طرح قرآنی لفظ غثاء کے معنیٰ 'امام صاحب' ایک جگہ خس و خاشاک، اور دوسری جگہ 'گھنی سرسبز' یا 'گھنا سبزہ' کے لیتے ہیں۔ ؏ جناب شیخ کا نقش قدم یوں بھی ہے اور یوں بھی!

⑥ اُردو تراجم

اب ہم مذکورہ آیت کے سلسلے میں پاک و ہند کے علمائے کرام کے مستند اور متداول تراجم پیش کرتے ہیں:

(i) شاہ ولی اللہ دہلویؒ: شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اپنے فارسی ترجمے 'فتح الرحمٰن' میں مذکورہ آیت کا یہ ترجمہ کیا ہے:
''وآنکہ برآورد گیاہِ تازہ را۔ باز ساخت آں را خشک شدہ سیاہ گشتہ''

www.KitaboSunnat.com

(اور جس نے تازہ چارا نکالا، پھر اُسے خشک سیاہ بنا دیا۔ راقم)

(ii) شاہ رفیع الدین دہلویؒ کا ترجمہ

''اور جس نے نکالا چارہ، پس کر دیا اس کو کوڑا سیاہ''

(iii) شاہ عبدالقادر دہلویؒ کا ترجمہ

''اور جس نے نکالا چارہ۔ پھر کر ڈالا اس کو کوڑا کالا''

(iv) مولانا فتح محمد خان جالندھریؒ کا ترجمہ

''اور جس نے چارہ اُگایا، پھر اُس کو سیاہ رنگ کا کوڑا کر دیا''

(v) مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کا ترجمہ

''اور جس نے چارہ پیدا کیا۔ پھر اس کو خشک سیاہ کر دیا۔''

(vi) نواب وحید الزمانؒ کا ترجمہ

''اور جس نے (جانوروں کے لئے) چارہ نکالا۔ پھر اس کو (سکھا کر) کوڑا بنا دیا کالا کر دیا۔''

(vii) مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کا ترجمہ

''اور جس نے نکالا چارہ۔ پھر کر ڈالا اُس کو کوڑا سیاہ''

(viii) مولانا اشرف علی تھانویؒ کا ترجمہ

''اور جس نے (زمین سے) چارہ نکالا، پھر اُس کو سیاہ کوڑا کر دیا۔''

(ix) مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کا ترجمہ

''اور جس نے چارہ (زمین سے) نکالا، پھر اُسے سیاہ کوڑا کر دیا۔''

(x) مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کا ترجمہ

''جس نے نباتات اُگائیں، پھر اُن کو سیاہ کوڑا کرکٹ بنا دیا۔'' (تفہیم القرآن: ۶/۳۱۰)

کیا یہ سب حضرات عربیت سے نابلد تھے اور ان کو عربی نہیں آتی تھی؟ حقیقت یہ ہے کہ جب مذکورہ آیت کے ایک ہی ترجمے اور مفہوم پر صحابہؓ و تابعینؒ سمیت پوری اُمت مسلمہ کے مفسرین متفق ہیں تو یہی ترجمہ لُغت کی رُو سے درست ہے۔ قرآن و حدیث کے نظائر و شواہد کے مطابق بھی یہی ترجمہ ہے تو پھر اس سے ہٹ کر اس آیت کا کوئی اور ترجمہ اخذ کرنا گمراہی اور جہالت کے سوا کچھ نہیں!!

www.KitaboSunnat.com